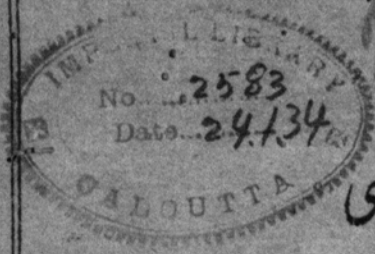
ماشاء الله لا قوۃ الا باللہ

الحمدللہ والمنۃ کہ درین ایام رسالہ موسومہ بہ

الجرح علی ابی حنیفۃ



مرتبہ

بسمل۔ بنارسی

باہتمام۔ ایم۔ اے۔ قاسم۔ پرنٹر و پبلشر



در مطبع سعید المطابع بنارس مطبوع گردید

۱۹۱۲ سنہ

الجرح علی ابی حنیفہؒ

ناظرین! آپ حیران ہونگے کہ یہ کیا ہے؟ آپ مجھے معاف رکھیں - اہل فقہ کی تحریر الجرح علی البخاری نے مجھکو اس تحریر پر مجبور کیا ہے آپ یہ نہ سمجھیں کہ میری روش بھی وہی ہوگی - نہیں! بلکہ اُسکے اڈیٹر نے اپنے بے سروپا مضمون میں محض زیادتی اور غلط باتوں سے کام لیا ہے - ہم آپکے سامنے ایک سچا فوٹو حوالجات صحیحہ سے امام صاحب کا پیش کرتے ہیں - آپ اسکو توہین پر مبنی نہ سمجھیں کیونکہ اڈیٹر اہل فقہ باوجود توہین امام بخاری کی کرنے کے بھی کہتا ہے کہ ہم توہین نہیں کرتے - ہم بھی یہ نہیں کہتے کہ امام صاحب کے فضائل کچھ نہیں ہیں - مناقب امام صاحب کے بیشمار ہیں لیکن ویسے نہیں جیسا کہ حنفیہ نے ورق کے ورق لکھکر بیچارے عوام کالانعام کے دلوں میں اُنکی بہت ہیبت بیٹھادی ہے نقطہ کو ایک دائرہ بناکر دکھایا ہے - بلکہ اوسیقدر جتنے کہ سچے ہیں - لیکن ہمراہ اوسکے یہ حالات بھی ہیں جنکو میں آپکے سامنے مختصراً پیش کرنا چاہتا ہوں - امید کہ اس بارے میں بوجہ قاعدہ اصول کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے کسیقدر آپ مجھے معذور تصور فرمادینگے - کیونکہ میں صرف ناقل ہوں والعلم عنداللہ۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امام صاحب کی کنیت ابوحنیفہ اور نام نعمان بن ثابت تھا - آپکے دادا کا پتہ نہیں کہ کون شخص تھے یعنی اُنکا کیا نام تھا جس سے اونکا نسب صحیح معلوم ہو - مغنی میں ہے نعمان بن ثابت بن زوطا بن ماہ - اور ابن خلکان میں ہے نعمان بن ثابت بن نعمان مرزبان - اور جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ میں ہے نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز - غرض یہ کہ کوئی اُنکے دادا کا نام زوطا بتلاتا ہے کوئی نعمان مرزبان کہتا ہے کوئی طاؤس لکھتا ہے - خیر ہم کو اس سے مطلب نہیں آپ سنہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے - آپکے پیدائش کی تاریخ آخر میں بتلائی جاوے گی - بالفعل امام صاحب کے علم و تحصیل علم وغیرہ کے متعلق صحیح واقعہ گوش گذار فرمائے۔

[illegible] امام [illegible] امر کو ظاہر کرنا چاہیے [illegible] کیا گیا۔ یعنی صاحب کس عمر میں کونسا
علم حاصل کیا۔ اور کس سے یہ نہیں ظاہر کی جس سے آپکے علم کا صحیح اندازہ لگ سکے۔ کیا خوب ہو کہ امام صاحب
کے مقلدین ہی سے شہادت دلوادیں فقہ کی معتبر کتاب **طحطاوی** مطبوعہ کلکتہ جلد اول ص۳۵ میں امام
ابو یوسف سے منقول ہے قال ابو حنیفۃ لما اردت طلب العلم جعلت اتخیر العلوم واسئل عن عواقبها فقیل
لی تعلم القرآن فقلت لعله اذا تعلمت القرآن وحفظته فما یکون اخره قالوا تجلس فی المجلس
ویقرأ علیك الصبیان والاحداث ثم لا تلبث ان یخرج منهم من هو احفظ منك او من یساویك
فتذهب ریاستك فقلت ان سمعت الحدیث وکتبته حتی لم یکن فی الدنیا احفظ منی قالوا
اذا کبرت حدثت واجتمع علیك الاحداث والصبیان ثم لم تأمن ان تغلط فیرموك
بالکذب فیصیر عارا علیك قلت لا حاجة لی فی هذا ۔ ثم قلت اتعلم النحو فقلت اذا تعلمت
النحو والعربیة ما یکون اخر امری قالوا تعقد معلما فاکثر رزقك دیناران الی ثلثة قلت هذا
لا عاقبة له قلت فان نظرت فی الشعر فلم یکن اشعر منی ما یکون امری قالوا تمدح هذا فیهب
لك او یحملك علی دابة او یخلع علیك خلعة وان حرمك هجوته فصرت تقذف المحصنات
فقلت لا حاجة لی فی هذا فقلت فان نظرت فی الکلام ما یکون آخره قالوا لا یسلم من نظر
فی الکلام من شنعات الکلام فیرمی بالزندقة قلت فان تعلمت الفقه قالوا تسئل وتفتی الناس
وتطلب للقضاء وان کنت شابا قلت لیس لی فی العلوم انفع من هذا فلزمت الفقه
وتعلمته انتهی۔ یعنی امام ابو حنیفہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ جب میرا ارادہ علم حاصل کرنیکا ہوا تو میں تلاش
کرنے لگا کہ کون سا علم اچھا ہے اور میں علموں کے فائدے پوچھنے لگا۔ پس مجھسے کہا گیا کہ قرآن کو سیکھو" میں نے
کہا کہ اگر میں قرآن سیکھوں اور اوسکو یاد کرلوں تو اوسکا کیا نتیجہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ کسی مکتب خانہ میں بیٹھکر
لڑکوں کو پڑھاؤ گے لڑکے اور کمسن آدمی پڑھیں گے۔ پھر کچھ عرصہ میں اون میں سے کوئی لڑکا تم سے بڑھکر یا تمھارے
مثل حافظ ہو جائے گا تو تمہاری سرداری جاتی رہے گی۔ میں نے کہا کہ اگر میں حدیث کو سنوں اور لکھوں اور

اوس میں ایسا کمال حاصل کروں کہ سب سے بڑھکر محدث بنجاوں (شیخ جیلیوں کے خواب!) لوگوں نے کہا کہ جب تم بڑی عمر کے ہوجاؤگے اور حدیث پڑھانے رہوگے اور کمسن اور جوان لوگ تمہارے شاگرد ہونگے اور تم بھولنے سے بچ نہیں سکوگے تو تم پر طعن جھوٹ کا لگے گا۔ پس تم پر اس کا عار ہوگا تو میں نے کہا کہ اِن (قرآن وحدیث) کی مجکو حاجت نہیں۔ پہر میں نے کہا کہ نحو کو سیکھوں اور عربیت کو۔ تو کیا نتیجہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ معلم ہوگے اور اکثر تنخواہ تمہاری دو یا تین دینار ہوگی۔ میں نے کہا کہ اِسکا بھی کچہ فائدہ نہیں۔ پہر میں نے کہا کہ اگر میں شاعری سیکھوں اور اس میں کمال پیدا کروں تو کیا نتیجہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ تم کسی کی تعریف کروگے وہ تم کو سواری یا خلعت دیگا۔ اگر نہیں دیگا تو تم اوس کی ہجو کروگے۔ پس بے عیبوں کو عیب لگاؤگے۔ میں نے کہا کہ اِس کی بھی کچہ حاجت نہیں۔ پہر میں نے کہا کہ اگر میں علم کلام یعنی منطق وفلسفہ سیکھوں؟۔ لوگوں نے کہا کہ اِس علم کا سیکھنے والا ناقص باتیں کرنے سے نہیں بچتا ہے پہر اوس پر زندیق وغیرہ ہونے کا عیب لگ جاتا ہے۔ پہر میں نے کہا کہ اگر میں فقہ سیکھوں؟ لوگوں نے کہا کہ اگر فقہ سیکھوگے تو تم سے مسئلے پوچھے جاویں گے فتوے لئے جاویں گے اور قاضی اور مفتی بنانے کے لئے بلائے جاؤگے اگرچہ تم اوس سے بچنے والے ہوگے۔ مین نے کہا کہ میرے لئے اِس سے بڑھکر کوئی علم فائدہ مند زیادہ نہیں ہے پس مین نے فقہ کے علم کو خوب سیکھا۔

ناظرین! اِس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضرت امام صاحب نے قرآن وحدیث وصرف ونحو ومنطق وفلسفہ وغیرہ سیکھا ہی نہیں۔ صرف فقہ کو سیکھا باقی سب علوم سے کورے رہے۔ پس جسکو قرآن وحدیث سے مس نہیں اوسکی فقہ کہانتک قرآن وحدیث کے موافق ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ امام صاحب کے مسائل اور عقائد قرآن کے صریح خلاف ہیں چنانچہ بہت سے علمائے اہل سنت نے امام صاحب پر اعتراض کیا ہے ؎

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم — جنید وشبلی وعطار شد مست

بطور نمونہ از خروارے اسمائے گرامی اون علماء کے یہ ہیں (۱) ابن عیینہ (۲) ابن مبارک (۳) ابو یحیٰی حمانی یعنی عبد الحمید بن عبد الرحمن (۴) ابن عیاش (۵) احمد المخزاعی (۶) قاسم بن معین (۷) مالک

بن انس (۸) محمد بن ادریس الشافعی (۹) اوزاعی (۱۰) مسعر بن کدام ابوسلمہ کوفی (۱۱) اسرائیل۔
(۱۲) معمر (۱۳) فضیل بن عیاض (۱۴) ابویوسف (۱۵) ایوب (۱۶) سفیان (۱۷) ابومطیع (۱۸)
حکم بن عبداللہ (۱۹) یزید بن ہارون (۲۰) ابوعاصم النبیل (۲۱) عبداللہ بن داؤد عامر بلخی (۲۲) ابو
عبدالرحمن الحزبی (۲۳) عبداللہ بن یزید المقری (۲۴) شداد بن حکم (۲۵) مکی بن ابراہیم (۲۶) وکیع
بن جراح (۲۷) نضر بن شمیل المازنی (۲۸) یحییٰ بن سعید القطان (۲۹) ابوعبید (۳۰) حسن بن عثمان العاضمی
(۳۱) یزید بن زریع ابومعاویہ (۳۲) جعفر بن ربیع (۳۳) ابراہیم بن عکرمہ القزوینی (۳۴) علی بن عاصم
(۳۵) حکم بن ہشام (۳۶) عبدالرزاق (۳۷) حسن بن محمد لیثی (۳۸) یحییٰ بن ایوب (۳۹) زافر بن
سلیمان ابادلی (۴۰) حفص بن عبدالرحمن (۴۱) رشد بن عمر (۴۲) حسن بن عمارہ (۴۳) یحییٰ بن فضیل
(۴۴) ابوالجویریہ حطان (۴۵) یزید الکمیت (۴۶) علی بن حفص البزار (۴۷) ملیح بن وکیع (۴۸) محمد بن
عبدالرحمن المسعودی (۴۹) یوسف السمتی (۵۰) خارجہ بن مصعب (۵۱) قیس بن ربیع (۵۲) حجر بن
عبدالجبار (۵۳) حفص بن حمزۃ القرشی (۵۴) حسن بن زیاد (۵۵) جعفر بن عون العمری (۵۶) عبداللہ
بن رجار الغدانی (۵۷) محمد بن عبداللہ الانصاری (۵۸) عبداللہ بن عباب (۵۹) حجر بن عبداللہ الحضرمی
(۶۰) ابن الوہب العابد (۶۱) ابن عائشہ (۶۲) ابواسحاق فزاری (۶۳) حماد بن ابی سلیمان (۶۴)
امام بخاری رح (۶۵) حافظ ابن عبدالبر (۶۶) جناب پیران پیر رح۔ اور یہ چھیاسٹھ ۶۶ نام مع اقوال اعتراضات
تاریخ خطیب بغدادی ص ۱۲۷×۱۳ ج ۲ و تمہید شرح مؤطا ص ۸۳×۹۳×۶۷۵ ج ۳۲ اور تاریخ کبیر
امام بخاری ص ۹۱ اور میزان الاعتدال ص ۲۴۵ ج ۱ و غنیۃ الطالبین ص ۲۰۶×۲۰۸ وغیرہ میں موجود ہیں
فمن شاء فلیراجع الیہا۔ اور وہ حکایت جو اوپر نقل کی گئی تھی۔ اوس میں اس بات کے تلاش
کرنیکی ضرورت بھی نہیں ہے کہ راوی معتبر اور امام صاحب کا ہمعصر ہے یا نہیں کیونکہ یہ بیان خود امام
صاحب کا ہے اور راوی اسکا ابویوسف ہے جو شاگرد ہے امام صاحب کا۔ اور اس حکایت کے صحیح
ہونے کی بڑی پکی دلیل یہ ہے کہ آیات قرآنی میں سے چالیس پچاس آیتوں کی بھی تفسیر اور
حدیثوں میں سے ایک سو حدیثوں کی بھی روایت بسند صحیح امام صاحب سے میسر نہیں ہو سکتیں۔

بفرض محال اگر ہوں بہی تو صحیح اور قابل قبول نہیں ہو سکیں گی۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ رعلاوہ ضعیف ہونے کے (جسکی تفصیل آیندہ انشاء اللہ آویگی) واقعات سے بالکل بے خبر تہے۔ جسکا جاننا رواۃ یا ائمہ حدیث کو ضروری ہے۔ امام ابو یوسف۔ کون ابو یوسف! جو خود امام صاحب کا شاگرد ہے۔ اور کون ابو یوسف! جس نے حنفی مذہب کو رواج دیا۔ اور کون ابو یوسف جسکی وجہ سے امام صاحب کی شہرت ہوئی جسکی بابت تاریخ ابن خلکان میں یوں مرقوم ہے ماکان فی اصحاب ابی حنیفة مثل ابی یوسف لولا ابو یوسف ماذکر ابو حنیفة (جلد دوم ص۳۰۲) یعنی ابو حنیفہ کے اصحاب میں ابو یوسف جیسا کوئی نہیں تہا۔ اگر ابو یوسف نہوتا تو امام صاحب کو کوئی جانتا بہی نہیں۔ اِن امام ابو یوسف صاحب نے امام صاحب کو اپنے مسئلہ سے بے خبر اور ناواقف کہدیا کہ جسکو بچے بہی جانتے ہیں۔ یعنی تاریخ ابن خلکان جلد دوم ص۳۰۵ میں ہے مضی ابو یوسف لیستمع المغازی من محمد بن اسحاق او من غیرہ واخل بمجلس ابی حنیفة ایاما فلما اتاہ قال له ابو حنیفة یا ابا یوسف من کان صاحب رایة جالوت فقال له ابو یوسف انک امام وان لم تمسک عن هذا سالتک والله علی رؤس الملاء ایما کان اولا وقعة بدر او احد فانک لا تدری ایهما کان قبل الاخر فامسک عنه انتہی۔ یعنی امام ابو یوسف جہاد وغیرہ کا علم حاصل کرنے کی غرض سے محمد بن اسحاق یا اور کسی کے پاس جانے لگے اور کچہ عرصہ تک امام ابو حنیفہ کے یہاں حاضر نہ ہوئے پہر جب آئے تو امام ابو حنیفہ صاحب نے فرمایا کہ اے ابو یوسف بہلا جالوت کی لشکر میں نشان بردار کون تہا؟ امام ابو یوسف نے کہا کہ آپ امام ہیں اور اگر آپ ایسے سوال کریں گے تو قسم ہے اللہ کی کہ میں آپ سے مجمع عام میں یہ پوچھوں گا کہ بدر کی لڑائی پہلے ہوئی تہی یا احد کی پہلے ہوئی تہی۔ آپکو اسکی بہی خبر نہیں ہے بس امام صاحب خاموش ہوگئے۔ اِس حکایت سے جو کچہ اور باتیں ثابت ہوتی ہیں اونکو تو جانے دو۔ مگر اتنا خیال کرو کہ امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ کو اتنی بات سے بہی ناواقف کہدیا کہ بدر کی لڑائی پہلے ہوئی یا احد کی جسکو ہزاروں بے پڑہے بہی جانتے ہیں۔ اور اس سے بہی بڑہکر یہ ہے کہ امام صاحب نے خود اپنی کم علمی کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ تاریخ ابن خلکان جلد اول ص۳۱۵

میں ہے حکی وکیع قال قال لی ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت اخطأت فی خمسۃ ابواب من المناسک بمکۃ فعلمنیہا حجام وذلک انی اردت ان احلق راسی فقال لی اعرابی انت؟ قلت نعم وکنت قد قلت لہ بکم تحلق راسی فقال النسک لا یشارط فیہ اجلس فجلست منحرفا عن القبلۃ فاومأ الیّ باستقبال القبلۃ واردت ان احلق راسی من الجانب الایسر فقال ادر شقک الایمن من راسک فادرتہ وجعل یحلق راسی وانا ساکت فقال لی کبر فجعلت اکبر حتی قمت لاذھب فقال این ترید قلت رحلی فقال صل رکعتین ثم امض فقلت ما ینبغی ان یکون ھذا من مثل ھذا الحجام الا ومعہ علم فقلت من این لک ما رأیتک امرتنی بہ فقال رأیت عطاء بن ابی رباح یفعل ھذا انتہیٰ۔ یعنی وکیع کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے کہا کہ حج کے مسائل میں پانچ جگہ میں نے غلطی کی ہے۔ اور وہ مسئلے مجھکو حجام نے سکھائے وہ پانچ مسئلے یہ ہیں کہ جب میں حجامت بنوانے کو اوسکے پاس گیا تو میں نے پوچھا کہ میری حجامت کا کیا لیگا؟ اوس نے کہا کیا تو دیہاتی ہے؟ میں نے کہا "ہاں" اوسنے کہا کہ عبادت کے کاموں میں مزدوری کی شرط نہیں کی جاتی ہے۔ تو بیٹھ جا۔ پس میں بیٹھ گیا۔ مگر میں قبلہ کی طرف نہ بیٹھا۔ اوس نے مجھکو قبلہ کی طرف منہ کرنے کو کہا۔ اور میں نے چاہا کہ پہلے بائیں طرف سے حجامت بنواؤں؟ اوس نے کہا کہ داہنی طرف سے بنوا۔ میں نے داہنی جانب کو اوسکی طرف پھیر دیا۔ اور وہ حجامت بنانے لگا اور میں خاموش بیٹھا رہا۔ اوس نے کہا کہ تکبیر کہتا رہ۔ میں تکبیر کہنے لگا۔ جب میں حجامت کے بعد چلنے لگا تو اوس نے کہا کہ کہاں جاتا ہے میں نے کہا کہ اپنے ڈیرہ کو جاتا ہوں۔ اوس نے کہا دو رکعتیں پڑھ اوسکے بعد جانا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسے حجام سے کام لینے والا ایسا آدمی ہونا چاہئے جسکو علم ہو (افسوس! امام صاحب کو اپنی کم علمی کا خود اقرار ہے۔ جیرز ہ) پھر میں نے اوس سے پوچھا کہ جن باتوں کا تو نے مجھکو حکم کیا ہے یہ کہاں سے تجھکو حاصل ہوئیں اوس نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کو یہ کام کرتے دیکھا ہے انتہیٰ۔ اسی وجہ سے امام حمیدی کہا کرتے تھے فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللہ صلعم واصحابہ فی المناسک وغیرھا کیف یقلد فی احکام اللہ فی المواریث والفرائض والزکوۃ والصلوۃ وامور الاسلام انتہیٰ (استقصاء الافحام) یعنی جس شخص کو احکام حج آنحضرت وصحابہ کے معلوم نہوں اوسکی

خداوندی احکام میراث و فرائض و زکوٰۃ و نماز وغیرہ امور اسلام میں کیونکر تقلید کی جاسکتی ہے۔ حکایت بالا سے جو ثابت ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب + امام صاحب کو اپنی کم علمی۔(یا بے علمی) کا خود اقرار ہے۔ اور ایک حجام جسنے عطار کے طریق عمل سے اِن مسائل کو معلوم کیا اوسکے عالم تر ہونے کا خود امام صاحب کو اقرار ہے۔ پھر خیال کرلو کہ عطار بذات خود کس پایہ کے شخص ہوں گے۔ لیکن اِن حنفیوں نے (جنکا مقتدائے دین کو برا بھلا کہنے کا ہمیشہ سے شیوہ ہے) کوفہ والوں کی تعریف میں ایک قول حماد رح کی طرف منسوب کرکے ایسا گڑھا کہ عطار کو بالکل بے علم ٹہیرایا۔ چنانچہ میزان جلد اول ص۲۴۷ میں ہے قال حماد لاھل الکوفۃ البشر وانا اھل الکوفۃ رأیت عطاء وطاؤس ومجاھد فصبیانکم بل صبیان صبیانکم افقہ منھم انتھی۔ یعنی حماد نے کہا کہ اے کوفہ والو تم کو خوشخبری ہو کہ میں نے عطاء وطاؤس ومجاہد کو دیکھا ہے کہ دین کی سمجھ میں وہ ایسے تہے کہ تمہارے لڑکے بلکہ لڑکوں کے لڑکے اونسے بہتر ہیں۔ واہ! کیا کہنے ہیں۔ع۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند + عطار! وہ عطار جن سے ایک حجام نے سیکھکر امام صاحب کو فن کو سکھلایا۔ اور کوفہ والوں کے لڑکے اونسے بھی بڑھ گئے! اسکو کہتے ہیں۔ع۔ پیراں نمی پرند و مریداں ہمی پرانند اسی وجہ سے حنفی مذہب نے ضعف اور کمزوری میں جو درجہ پایا ہے وہ دوسرے مذہبوں کو نہیں ملا۔ کوفہ والوں کے لڑکے تو ابھی ماں میں رہیں کوفہ کے مقتدا خود امام صاحب کی فقہ کو دیکھو کہ امام صاحب تو افقہ (بصیغہ اسم تفضیل) ہو ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ لونڈے شونڈے افقہ ہو جاویں اسلئے کہ فقہ کے لئے پہلے علم کی ضرورت ہے اور امام صاحب کی کم علمی (یا بے علمی) جو تہی اوپر بیان کی گئی۔ اگر یقین نہو تو علم نحو کی بابت ہی ایک واقعہ سن لو۔ تاریخ ابن خلکان جلد دوم ص۱۶۵ میں ہے کہ ابو عمرو بن علاء مقری نحوی کے ایک سوال کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا ولو قتلہ بابا قبیس اور کہنا چاہئے تہا بابی قبیس اسلئے کہ اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب جر کی حالت میں یاء کے ساتھ آتا ہے اور یہاں باجارہ موجود ہے۔ لیکن بیچارے امام صاحب نے تو علم نحو سیکہا ہی نہیں لہذا وہ کسیقدر مجبور رہیں کیونکہ علم نحو کی بابت اُنھوں نے صاف کہدیا تہا ھذا الا عاقبۃ لی (دیکھو حکایت اولی) تاہم ہمارا مدعا ثابت ہے۔ اب دیکھو کہ باوجود اسکے

امام صاحب کو مجتہد مانا جاتا ہے (حالانکہ شرائط اجتہاد اُن میں بالکل مفقود تھے جیسا کہ آگے ہم بیان کرینگے انشاءاللہ)
امام جعفر صادق رح (جن کو امام صاحب کا مربی اقتدا و استاد بتایا جاتا ہے اُن) کے چند سوالات کے
مقابلہ میں امام صاحب کی فقہ و اجتہاد کسی نے بھی کام نہیں دیا۔ اعلام الموقعین صـ ۹۳ میں ہے ثم
قال (ای جعفر) لابی حنیفۃ اخبرنی عن کلمۃ اولہا شرک و آخرہا ایمان فقال لا ادری
قال جعفر ھی لا الٰہ الا اللہ فلو قال لا الٰہ ثم امسک کان مشرکا فھذہ کلمۃ اولہا شرک
وآخرہا ایمان ثم قال لہ ویحک ایھما اعظم عند اللہ قتل النفس التی حرم اللہ
او الزنا قال بل قتل النفس فقال لہ جعفر ان اللہ قد رضی فی قتل النفس شاھدین ولم
یقبل فی الزنا الا اربعۃ فکیف یقوم لک قیاس ثم قال ایھما اعظم عند اللہ الصوم
او الصلوۃ قال بل الصلوۃ قال فما بال المرأۃ اذا حاضت تقضی الصیام ولا تقضی الصلوۃ
اتق اللہ یا عبد اللہ ولا تقس فان اول من قاس ابلیس انتھیٰ۔ (ابن شبرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں
امام جعفر کا دوست تھا ایک روز میں اونکے پاس آتا تھا کہ میرے ساتھ ابو حنیفہ بھی ہو لئے میں نے
بھو نچکر اون پر سلام کہکر ابو حنیفہ کا انٹرڈیوس (تعارف) کرایا۔ امام جعفر نے فرمایا کہ یہ وہی ہے جو دین
میں رائی سے قیاس کرتا ہے؟ ارے نعمان بن ثابت! اچھا ذرا تیرا قیاس دیکھوں یہ کہکر) ابو حنیفہ سے
کہا کہ اچھا مجھے ایسا کلمہ تبلا کہ جسکا اول شرک ہو اور آخر اوسکا ایمان۔ ابو حنیفہ بولے "مجھے نہیں معلوم"
(یہاں منہ پر ہوائیاں پڑنے لگیں) امام جعفر نے فرمایا کہ وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اگر کوئی صرف لا الٰہ (یعنی
کوئی بھی معبود نہیں ہے) کہکر رک جائے (آگے کا جملہ نہ کہے) تو وہ مشرک ہوگا۔ بس یہی وہ کلمہ ہے
جسکا اول شرک ہے اور آخر اوسکا ایمان۔ پھر امام جعفر نے فرمایا خرابی ہو تیری (اللہ اکبر! یہ بد دعا) ہم اچھا
یہ تبلا کہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ زیادہ بڑا اور اعظم ہے (کیونکہ تم بھی تو امام اعظم بنتے ہو) نفس کا قتل کرنا
یا زنا کرنا؟ ابو حنیفہ (ڈرتے ہوئے) بولے "نفس کا قتل کرنا" امام جعفر نے فرمایا کہ اللہ نے قتل نفس میں دو شاہد
بتلائے ہیں اور شہادت زنا بغیر چار شاہد کے مقبول ہی نہیں۔ یہاں آپ کیا قیاس کریں گے؟ (ابو حنیفہ
خاموش (صدائے برنخاست! آخر یہاں حضرت قیاس بیکار کیا (دال پتلی ہوگئی) پھر امام

جعفر نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اللہ کے یہاں مرتبہ نماز کا اعظم ہے یا روزہ کا (آخر آپ بہی تو اعظم ہی ہیں) ابو حنیفہ بولے کہ نماز کا! امام جعفر نے فرمایا کہ پہر عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو روزہ کی قضا کرتی ہے اور نماز کی نہیں۔ (ابو حنیفہ کی فقہ وعقل بر سر طاق) اسپر امام جعفر نے فرمایا کہ اے خدا کے بندے خدا سے ڈر۔ اور قیاس مت کر۔ کیونکہ پہلے پہل ابلیس نے قیاس کیا تہا (جب خدا نے اوسکو سجدہ کا حکم دیا تو کہنے لگا کہ میں بہتر ہوں کیونکہ میں آگ سے پیدا ہوں اور آدم مٹی سے) اسکو مولانا روم نے یوں کہا ہے؎

اول آنکس کایں قیاسکہا نمود — پیش انوار خدا ابلیس بود

گویا امام جعفر نے ابو حنیفہ کو قیاس کی بابت یوں نصیحت کیا کہ؎

رنگ لائیگا یہ اک دن آپ کا رنگ حنا — اوستمگر پاؤں کو مہندی لگانا چھوڑ دے

اور ایک روایت کتناجم کی ہے کہ انہیں امام جعفر صادق نے امام ابو حنیفہ سے ایک اور سوال کیا تہا اوسکا بہی جواب نہ دے سکے تہے۔ چنانچہ ابن خلکان جلد اول ص۱۰۵ میں ہے ان جعفر المذکور سأل اباحنیفة فقال ما تقول فی محرم کسر رباعیة ظبی فقال یا ابن رسول الله ما اعلم ما فیه فقال له انت تتداهی ولا تعلم ان الظبی لا یکون له رباعیة وهی ثنی ابدا انتهی۔ یعنی امام جعفر نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ محرم شخص اگر ہرن کے رباعیہ (وہ دانت جو آگے کے دانت اور چوبڑ کے درمیان میں ہوتا ہے اوس) کو توڑ ڈالے اوسکے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ ابو حنیفہ بولے اے اولاد رسول اللہ مجہے نہیں معلوم کہ اوس میں کیا حکم ہے (دیکہو بے علمی امام صاحب کی) امام جعفر نے فرمایا کہ تو بڑا فخر کرتا ہے (اپنے علم کا) اور اتنا نہیں جانتا کہ ہرن کو رباعیہ دانت نہیں ہوتا اوسکو تو صرف آگے کا دو دانت ہوا[illegible] انتہٰی۔ یہ تو حال ہے امام ابو حنیفہ کی فقہ وعقل کا۔ افسوس اس ہستے پر تنابانی۔ اسی عدم علم و[illegible] پر یوں کہا جاتا ہے؎

نقل زان البلاد ومن علیها — امام المسلمین ابو حنیف[illegible]

آہ سچ تو یہ ہے جو کسی نے کہا ہے؎

فکم من فرج محصنة عفیف — احل حرامه بابی حنیف[illegible]

غرض میں اپنی مختصر تحریر میں امام ابو حنیفہ کے علم و فقاہت کی بابت کہاں تک لکھتا جاؤں. منصف مزاج کو اتنا ہی کافی ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جس شخص کا علم صرف رائے ہی رائے ہو اوس کی بابت یوں کہنا کہ امام ابو حنیفہ کے شرائط رواۃ میں بہت درشت تھے "کوہ کندن و کاہ برآوردن" کا مصداق ہے یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جس شخص نے علم قرآن و حدیث سیکھا ہی نہیں بلکہ اوس کے سیکھنے سے صاف انکار کر دیا تو ہم یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اونکو حدیث معلوم تھی۔ اجی ابن خلدون نے تو بڑی مہربانی کی کہ کہدیا "امام ابو حنیفہ کو سترہ حدیث پہونچی تھی"۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک بھی نہیں پہونچی تھی۔ بلکہ امام صاحب حدیث سے ایسے کورے تھے جیسے کوئی مہاتما گاؤ کے گوشت سے بلکہ اوسکے بچاؤ سے۔ ہمارے حنفی بھائی ہمیں معذور متصور کریں کیونکہ ہم اس قول کے کہنے پر محض اون واقعات کے سبب سے مجبور ہیں جسکو خود احناف ہی (جیسے طحطاوی حنفی وغیرہ) نے لکھے ہیں جن کی حکایت اوپر مرقوم ہوئیں۔ پس ہماری بابت یوں سمجھیں کہ ؎

نہ تنہا من درین میخانہ مستم ۔۔۔ جنید و شبلی و عطار شد مست

اب میں اپنی اس مختصر تحریر کو جو امام ابو حنیفہ کی علمیت و فقاہت کے متعلق تھی ختم کرتا ہوں (آیندہ عبارتوں میں بھی کچھ کچھ اسپر روشنی ڈالتا جاؤں گا) اب امام صاحب کے حافظہ کے متعلق بھی تصویر پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ حدیث دانی کے لئے بڑی ضرورت حافظہ کی ہے۔ اگر حافظہ ٹھیک نہیں تو اللہ اللہ خیر صلاح۔

امام صاحب کا حافظہ اور انکا ضعیف ہونا اور مرجیہ ہونا اور جہمیہ ہونا اور زندیق ہونا اور انکے استاد و شاگرد اور اولاد وغیرہ کل کے کل کا ایک رنگ کے ہونے کا ثبوت

آجتک جسقدر محدثین گذرے ہیں سبنے امام صاحب کو من جہۃ الحفظ ضعیف کہا ہے اور لطف یہ کہ امام صاحب ضعیف - انکے اوستاد ضعیف - انکے اوستاد الاوستاد ضعیف - انکے بیٹے ضعیف - انکے پوتے ضعیف۔

انکے شاگرد ابو یوسفؒ و امام محمد ضعیف - غرضکہ انکے اوستاد شاگرد بیٹے پوتے آپ بذات خود کل کے کل ضعیف!
پھر کیا ایسوں کو حدیث کا علم ہوگا؟ بھائیو! مجھپر خفہ نہ ہونا! میں اپنی زبان سے یہ نہیں کہتا۔ لاحول ولا قوۃ
لو ہر ایک کے بتدریج حوالے سنو۔ اور انصاف کی عینک لگالو۔ پہلے انکے قول مجمل سنو۔ قیام اللیل مطبوعہ
لاہور صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ حدثنی علی بن سعید النسوی قال سمعت احمد بن حنبل یقول ھؤلاء
اصحاب ابی حنیفۃ لیس لھم بصر بشیٔ من الحدیث ما ھو الا الجرأۃ انتہی۔ (اسکو احمد بن
علی المقریزی نے ملخص محمد بن نصر مروزی میں لکھا ہے) یعنی احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ لوگ اصحاب
ابی حنیفہ انکو حدیث کی جانچ پرکھ میں کچھ دخل نہیں ہے۔ حدیث کے علم میں انکا دخل دینا محض تحکم
اور زبردستی ہے۔ اجی اصحاب ابی حنیفہ کو ابھی رہنے دیجئے کل کے کل کوفہ والے ایسے ہی تھے۔ چنانچہ
تدریب الراوی مصری صفحہ ۲۳ میں ہے قال الزہری ان فی حدیث اھل الکوفۃ دغلا کثیرا
وقال الخطیب ان روایاتھم کثیرۃ الدغل قلیلۃ السلامۃ من العلل انتہی ملخصاً
یعنی زہری نے کہا کہ کوفہ والوں کی حدیثوں میں بہت کدورت ہے اور خطیب بغدادی نے کہا کہ
کوفہ والوں کی روایتوں میں بہت کدورت ہے اور علۃ قادحہ سے سلامتی بہت قلیل ہے۔
ایسا ہی سنن ابی داؤد مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۳۵ جلد ۲ میں ہے کہ کوفہ والوں کی حدیث بے نور ہے
اجی کوفہ والوں کو بھی جانے دیجئے۔ کوفہ تو عراق ہی سے ہے۔ کل کے کل عراق والے ایسے ہی
ہیں۔ تدریب الراوی صفحہ مذکورہ میں ہے قال طاؤس اذا حدثک العراقی مائۃ
حدیث فاطرح تسعۃ وتسعین وکن من الباقی فی الشک انتہی۔ یعنی طاؤس نے کہا کہ
عراق والا آدمی اگر سو حدیثیں سنا دے تو ننانوے (۹۹) کو تو بالکل ہی چھوڑ دو۔ اور جو ایک باقی ہے
اوس میں بھی شک رکھو۔ پس جب سب کے سب ایک ہی لاٹھی کے ہانکے ہیں تو امام ابو حنیفہ
کیسے قوی حافظہ والے ہو سکتے ہیں۔ بقول ع۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است + اللہ اللہ اسی
بنیاد پر حنفیوں کو اتنا فخر ہے؟ مترجم ۔ اب ابو حنیفہ کی بابت خاص قول سنو۔ تخریج
ہدایہ ابن حجر مطبوعہ فاروقی فی حاشیہ صفحہ ۹۳ میں ہے قال صاحب المنتظم عن عبد اللہ

بن علی بن المدینی قال سألت ابی عن ابی حنیفة فضعفه جداً انتہی۔ یعنی علی بن مدینی کے
بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ علی بن مدینی سے ابوحنیفہ کا حال پوچھا تو اونہوں نے
نہایت ضعیف تبلایا۔ ایسے بہت سے اقوال ہیں ہم بالتصریح سب کو کہاں تک لکھیں۔ صرف اُن محدثین
کے نام مع حوالہ کتب جنھوں نے امام ابوحنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے لکھدیتے ہیں۔ لو سنو اور گنو۔

(۱) امام بخاری (۲) مسلم (۳) دارقطنی (۴) نسائی (۵) ابوداؤد (۶) امام احمد (۷) ابن عبدالبر (۸) ترمذی
(۹) ابن ماجہ (۱۰) دارمی (۱۱) علی بن المدینی (۱۲) عبداللہ بن علی (۱۳) حفص بن عمرو بن علی (۱۴)
ابوبکر بن داؤد (۱۵) ابن عدی (۱۶) خطیب بغدادی (۱۷) عمرو الناقد (۱۸) ابو یحییٰ (۱۹) زکریا بن محمد
(۲۰) وکیع بن جراح (۲۱) حافظ ابن حجر (۲۲) امام سیوطی (۲۳) ابوعلی (۲۴) علی بن سعید النسوی۔
(۲۵) اسحاق بن ابراہیم (۲۶) عبداللہ بن مبارک (۲۷) محمد بن نصر مروزی (۲۸) امام ذہبی (۲۹) ابو
اسحاق الفزاری (۳۰) امام بیہقی (۳۱) امام مالک (۳۲) امام شافعی (۳۳) طاؤس (۳۴) زہری
(۳۵) یحییٰ بن سعید القطان (۳۶) ہشام بن عروہ (۳۷) ابن خلکان (۳۸) ابن خلدون (۳۹) عبد الرؤف
مناوی (۴۰) قاضی ابو یحییٰ (۴۱) ابن عیینہ (۴۲) ابو یحییٰ الحمانی (۴۳) ابن عیاش (۴۴) احمد الخزاعی۔
(۴۵) القسم بن معن (۴۶) اوزاعی (۴۷) مسعر بن کدام (۴۸) اسرائیل (۴۹) معمر (۵۰) فضیل بن عیاض
(۵۱) ابو یوسف (۵۲) ایوب (۵۳) سفیان ثوری (۵۴) ابو مطیع حکم بن عبداللہ (۵۵) یزید بن ہارون
(۵۶) ابوعاصم النبیل (۵۷) عبداللہ بن داؤد الخریبی (۵۸) عبداللہ بن یزید المقری (۵۹) شداد بن حکیم۔
(۶۰) مکی بن ابراہیم (۶۱) نضر بن شمیل (۶۲) ابوعبید (۶۳) حسن بن عثمان العاضی (۶۴) یزید بن زریع۔
(۶۵) جعفر بن ربیع (۶۶) ابراہیم بن عکرمہ القزوینی (۶۷) علی بن عاصم (۶۸) حکم بن ہشام (۶۹) عبدالرزاق
(۷۰) حسن بن محمد اللیثی (۷۱) یحییٰ بن ایوب (۷۲) حفص بن عبدالرحمٰن (۷۳) زافر بن سلیمان (۷۴) اسد
بن عمر (۷۵) حسن بن عمارة (۷۶) یحییٰ بن فضیل (۷۷) ابوالجویریہ (۷۸) زائدہ (۷۹) زید الکمیت (۸۰)
علی بن حفص البزار۔ (۸۱) ملیح بن وکیع (۸۲) محمد بن عبدالرحمٰن المسعودی (۸۳) یوسف السمتی (۸۴) خارجہ
بن مصعب (۸۵) قیس بن ربیع (۸۶) نجر بن عبدالجبار (۸۷) حفص بن حمزة القرشی (۸۸) حسن بن زیاد۔

(۸۹) جعفر بن عون العمری (۹۰) عبداللہ بن رجاء الغدانی (۹۱) محمد بن عبداللہ الانصاری (۹۲) عبداللہ بن عباب (۹۳) حجر بن عبداللہ الحضرمی (۹۴) ابن وہب العابد (۹۵) ابن عائشہ (۹۶) حسن بن رشیق (۹۷) ابن منیر (۹۸) ابن سہل (۹۹) ابن احمد (۱۰۰) ابن حمزہ (۱۰۱) ابن عبداللہ باوی (۱۰۲) امام جعفر صادق (۱۰۳) ابن جوزی (۱۰۴) علامہ سبکی (۱۰۵) یاقوت حموی (۱۰۶) امام غزالی (۱۰۷) حافظ سلیمانی (۱۰۸) امام فخر الدین رازی (۱۰۹) علامہ مجد الدین صاحب قاموس (۱۱۰) حضرت پیران پیر (۱۱۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رحمہم اللہ اجمعین ٹ یہ ایک سو گیارہ شخص بڑے زوروں سے امام ابوحنیفہ کی سخت تضعیف کر رہے ہیں۔ ان کی عبارتیں کتب مندرجہ ذیل میں موجود ہیں من شاء فلیراجع الیہا۔ (۱) تمہید حافظ ابن عبدالبر (۲) میزان الاعتدال (۳) مصفے شرح موطا (۴) کتاب الضعفا للنسائی (۵) ترمذی (۶) الفیہ عراقی (۷) فتح الباقی (۸) تاریخ خطیب (۹) تخریج ہدایہ ابن حجر (۱۰) ابوداؤد (۱۱) تدریب الراوی (۱۲) قیام اللیل (۱۳) تاریخ ابن خلکان (۱۴) تاریخ ابن خلدون۔ وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ انکے اور بھی حوالجات ہیں انکی بابت یوں سمجھیں کہ ؎۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا ؏۔ کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں انکی ؏ اب آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اسقدر ناموں کے مضامین کے لئے کسقدر ضخیم کتاب ہونیکی ضرورت ہے جسکی اس مختصر تحریر میں گنجائش ناممکن ہے یہ تو ہوا امام صاحب کی نسبت اب آپ سنئے انکے بیٹے اور پوتے کی بابت۔ میزان الاعتدال جلد اول صفحہ۹ میں ہے اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت الکوفی عن ابیہ عن جدہ قال ابن عدی ثلثتہم ضعفاء انتہی۔ یعنی ابن عدی نے کہا کہ اسماعیل اور انکے باپ حماد اور انکے باپ نعمان (ابوحنیفہ) تینوں کے تینوں ضعیف ہیں (خدا کی پناہ) آپ سنئے انکے مقرب شاگردان کی نسبت ضعف کا تمغہ اپہلے امام ابو یوسف کو لیجئے جو امام صاحب کے اعلے درجہ کے شاگرد ہیں اور یہ وہ ہیں جن کی بابت میں پہلے بحوالہ ابن خلکان لکھہ آیا ہوں کہ اگر ابو یوسف نہوتے تو امام ابوحنیفہ کی شہرت نہ ہوتی انکی بابت میزان الاعتدال میں ہے قال الفلاس کثیر الغلط وقال البخاری ترکوہ۔ یعنی ابو یوسف بڑی غلطی کرتے ہیں امام بخاری نے کہا کہ لوگوں نے انکو چھوڑ دیا (متروک ہیں) یہ ترکوہ کا لفظ امام بخاری کا

اپنی تاریخ کبیر میں کہاہے جو قلمی ہے اور انکو امام بخاری نے اپنے رسالہ کتاب الضعفاء صفحہ ۳۸ میں ذکر کیاہے جو طبع ہو گیا ہے اور لسان المیزان میں ہے قال ابن المبارکؒ ابو یوسف ضعیف الروایۃ انتہیٰ۔ اور تاریخ خطیب جلد دوم صفحہ ۱ میں ہے قال ابن المبارکؒ انی لا استثقل مجلسا فیہ ذکر ابی یوسف وانہ لما قیل لہ مات ابو یوسف قال مسکین یعقوب ما اغنی عنہ ما کان فیہ انتہیٰ۔ یعنی عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا کہ جس مجلس میں ابو یوسف کا تذکرہ ہو میں اوس میں بیٹھنا نہیں چاہتا۔ اور جب ابن مبارکؒ کو یہ خبر ملی کہ ابو یوسف کا انتقال ہو گیا تو کہنے لگے کہ مسکین یعقوب (ابو یوسف) نے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ اوسکے کچھ کام نہ آیا۔ یہ تو ہوا حال ابو یوسف کا۔ اب سنئے امام محمد کا حال جنہوں نے ایک موٹا طاہی لکھہ ماری ہے (یا پچوں سواروں میں اپنے کو بھی شامل کرنے یا خون لگا کے شہید بننے کو) امام نسائی نے اپنے رسالہ کتاب الضعفاء والمتروکین صفحہ ۳۵ میں لکھاہے و محمد بن الحسن ضعیف یعنی امام محمد ضعیف ہیں اور میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۳۶۳ میں ہے لینہ النسائی وغیرہ من قبل حفظہ یعنی نسائی نے اونکو ضعیف کہاہے ۔ اور لسان المیزان میں ہے قال ابو داؤد لا یکتب حدیثہ الخ یعنی ابو داؤد نے کہا کہ امام محمد کی حدیث قابل لکھنے کے نہیں ہے۔ یہ تو ہوا امام صاحب کے شاگردوں کا حال۔ لیکن امام صاحب کا ایک مزید ارحال اور سنئے۔ امام صاحب علاوہ اسکے کہ ضعیف تھے مرجیّہ بھی تھے اور مرجیہ کے بارے میں ترمذی میں بروایت ابن عباس مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیبٌ المرجئۃ والقدریۃ۔ یعنی مرجیہ اور قدریہ اسلام سے خارج ہیں (مطلب یہ کہ مسلمان نہیں)۔ اب سنئے ثبوت! ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں فہرست اسماء مرجیہ کی یوں لکھی ہے (۱) ابراہیم التیمی (۲) عمرو بن مرۃ (۳) ابو ذر ہمدانی (۴) طلق بن حبیب (۵) عبدالعزیز بن ابی رواد (۶) ابنہ عبدالمجید (۷) خارجہ بن مصعب (۸) عمرو بن قیس الماصر (۹) ابو معاویۃ الضریر (۱۰) یحییٰ بن زکریا (۱۱) ابن ابی زائدۃ (۱۲) محمد بن السائب (۱۳) مسعر بن کدام (۱۴) حماد بن ابی سلیمان (۱۵) ابو حنیفۃ الفقیہ (۱۶) ابو یوسف صاحب الرائے (۱۷) محمد بن حسن انتہیٰ۔

اس میں حماد بن ابی سلیمان امام صاحب کے اوستاد ہیں اور امام صاحب بھی خود موجود ہیں - اور ابو یوسف اور محمد بن حسن امام صاحب کے شاگرد ہیں - چاروں کے چاروں مرجیہ - اور مرجیہ کی بابت حدیث اوپر سنائی گئی - یہ لطف بر لطف ہے - اور یہی وجہ ہے کہ حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی نے تمام حنفیہ کو مرجیہ لکھا ہے دیکھو غنیۃ الطالبین صفحہ ٢٢٧ - اب تمام حنفیوں کی بابت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا لیس لھم فی الاسلام نصیب کما ورد فی الحدیث فافھموا ولا تعجلوا - آب بالتصریح امام صاحب کے اوستادوں کی نسبت سنئے - امام صاحب کے مشہور اوستاد دو ہیں (١) حماد بن ابی سلیمان - (٢) سلیمان بن مہران الکاہلی کوفی اعمش - حماد کی بابت تقریب التہذیب صفحہ ٦٢ میں لکھا ہے رمی بالارجاء اور میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ٢٤٦ میں ہے تکلم فیہ بالارجاء - دونوں عبارتوں کا ماحصل یہ ہوا کہ حماد مرجیہ تہے - اب سنو اعمش کی بابت جو دوسرے اوستاد امام صاحب کے ہیں - میزان الاعتدال جلد اول صفحہ ٣٨ میں ہے قال ابن المبارک انما افسد حدیث اھل الکوفۃ ابو اسحاق والاعمش وقال احمد فی حدیث الاعمش اضطراب کثیر وقال ابن المدینی الاعمش کان کثیر الوھم انتھی ملخصاً یعنی عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ کوفہ والوں کی حدیث کو ابو اسحاق اور اعمش نے خراب کر دیا - اور امام احمد نے کہا کہ اعمش کی حدیث میں گڑبڑ بہت ہے - اور علی بن مدینی نے کہا کہ اعمش کو روایت میں وہم بہت ہوتا تہا - یہ لو سن لو صاحب! - آب دیکھو امام صاحب کے اوستاد کے اوستاد کی بابت - یعنی ابراہیم نخعی! جو حماد اور اعمش دونوں کے اوستاد ہیں خود اعمش انکے شاگرد کہتے ہیں ما رأیت احداً اروی لحدیث لم یسمعہ من ابراھیم انتھی - یعنی میں نے ابراہیم ہی کو ایسا دیکھا ہے کہ بے سنی حدیثوں کو روایت کرتا ہے - امام ذہبی کہتے ہیں کان لا یحکم العربیۃ یعنی ابراہیم نخعی کو عربی کا علم اچھا نہ تہا - شعبی نے کہا ہے ذاک الذی یروی عن مسروق ولم یسمع منہ شیئاً - یعنی یہ ابراہیم ایسے شخص ہیں کہ مسروق سے روایت کرتے ہیں - حالانکہ مسروق سے کچہ سنا ہی نہیں - یہاں تک تو ناظرین کو امام صاحب اور انکے شاگرد اور انکے اوستادوں کا حال معلوم ہو گیا ہوگا کہ - ع - این خانہ ہمہ آفتاب است - لیکن ہم

ایک اور مزیدار بات سنانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ خود امام صاحب کے اعلیٰ شاگرد (وہی شاگرد کہ اگر وہ
نہ ہوتے تو امام صاحب کو کوئی جانتا بھی نہیں) یعنی امام ابو یوسف! انہوں نے اپنے اوستاد امام
صاحب کے جہمیہ اور مرجیہ ہونے کی بابت کن صاف لفظوں میں تصدیق کی ہے کہ اللہ اللہ۔
چنانچہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے عن سعید بن سالم قال قلت لقاضی
القضاۃ ابی یوسف سمعت اہل خراسان یقولون انّ اباحنیفۃ جہمیّ مرجیّ فقال
لی صدقوا قلت لہ فاین انت منہ فقال انما کنا نأتیہ یدرسنا الفقہ ولم نکن نقلدہ
دیننا انتہی۔ یعنی سعید بن سالم کہتے ہیں کہ میں نے ابو یوسف سے کہا کہ میں نے خراسان والوں کو
سنا ہے کہ وہ حنیفہ کو جہمیہ اور مرجیہ کہتے ہیں۔ ابو یوسف نے کہا کہ وہ لوگ سچ کہتے ہیں میں نے
کہا آپ بھی تو انہیں کی صحبت سے فیضیاب ہیں۔ ابو یوسف نے کہا کہ اجی ہم تو صرف انکے
پاس فقہ پڑھنے آتے تھے باقی ہم اپنے دین میں انکی تقلید نہیں کرتے (کہاں ہو مقلدو! غور سے
سنو) ابو یوسف نے تو اپنے اوستاد کی یہ گت کیا۔ اور امام محمد نے یہ گت کیا کہ امام مالک کو ہر بات
میں ابو حنیفہ پر فضیلت دیدی۔ دیکھو ابن خلکان صفحہ ۴۳۹ ج ا۔ لو صاحبو! اور کچھ سنو گے؟ آؤ
تم کو اور بھی سناتے ہیں۔ امام صاحب زندیق بھی تھے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں
لکھا ہے ان اباحنیفۃ استتیب من الزندقۃ مرتین اعاذنا اللہ من ذکرھا وسطیرھا
انتہی۔ یعنی ابو حنیفہ زندیقیت سے دو دفعہ توبہ کرائے جا چکے ہیں (خدا کی پناہ! خدا کی پناہ)
کس بنا پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے ابو حنیفۃ سراج امتی (موضوع حدیث ہے)
یعنی ابو حنیفہ میری امت کے چراغ ہونگے۔ اور اسی برتے پر فضول شور مچایا جاتا ہے کہ حضرت
عیسیٰ قیامت کے قریب آکر ابو حنیفہ کی پیروی کریں گے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ع۔ این خیال
است و محال است و جنوں۔ سنو اور غور سے سنو۔ رسول اللہ صلعم نے خود امام ابو حنیفہ کی فقہ

سیکھنے سے منع کیا ہے۔ تاریخ ابن خلکان جلد اول ص۴۵۷ میں ابوجعفر محمد بن احمد کے ترجمہ میں
لکھا ہے وکان یقول تفقہت علے مذہب ابی حنیفۃ فرأیت النبی صلعم فی مسجد المدینۃ
عام حججت فقلت یارسول اللہ قد تفقہت بقول ابی حنیفۃ افاخذ بہ قال لا انتہی
یعنی محمد بن احمد کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ کی فقہ سیکھی تھی جس سال میں حج کو گیا مدینہ کی
مسجد میں آنحضرت صلعم کو خواب میں میں نے دیکھا اور کہا اے رسول خدا! میں نے ابوحنیفہ
کی فقہ سیکھی ہے کیا میں اسکو لوں؟ (اور اسکے مطابق عمل کروں!) آپ نے فرمایا نہیں (مت لے
چھوڑ دے) اسی طرح بہت سے لوگوں نے اس مذہب کو چھوڑ دیا جب اونکو امام صاحب
کے مزید ارمسائل سے واقفیت ہوئی جسکو ہم مختصراً ذیل میں بیان کر کے اُن لوگوں کے نام
بالتصریح بتلادیں گے جنھوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا۔ ہم کو ایک بہت بڑا تعجب تو یہ
کہ امام صاحب کا حافظہ جیسا کچھ تہا ہمنے اوپر بیان کیا۔ لیکن پھر بھی امام صاحب کی نسبت
کس خوش اعتقادی سے کہا جاتا ہے کہ صلے ابوحنیفۃ صلاۃ الفجر بوضوء العشاء اربعین
سنۃ (وفیات الاعیان وغیرہ) یعنی ابوحنیفہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے
برابر فجر کی نماز پڑھی۔ یہ گپ علی الگپ نہیں تو کیا ہے۔ اونکو بھلا اپنا وضو کیونکر یاد رہتا
کیونکہ امام صاحب اگر عشاء پڑھ کر سو رہتے تھے تو وضو ندارد۔ اور اگر جاگتے رہتے برابر
تو دن کو سوتے یا نہیں۔ اگر دن کو سوتے تو یہ غفلت عبادت شب کے مناقض اور عبادت
شب بے سود ہے۔ اور اگر دن رات برابر جاگتے اور عبادت کرتے تو چالیس برس تک
جاگنا محال ہے کیونکہ بوجہ ضائع کرنے نوم طبعی کے امید حیات نہیں۔ لہذا یہ لڑکوں کی باتیں
جو صاحب عقل سلیم کے نزدیک ہرگز حیز قبول میں نہیں آسکتی۔ اب میں اس بحث کو
اپنی مختصر تحریر ختم کرتا ہوں ۔

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت ... سنائیں گے تمہیں ہم ایکدن یہ داستاں پھر بھی

خاص امام صاحب کے مزیدار مسائل (مختصراً)

(۱) خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ سے بسند متصل نقل کیا ہے ان ابا حنیفۃ قال لو ان رجلا عبد ھذہ النعل یتقرب بہا الی اللہ تعالیٰ لم ار بذلک باسًا انتھی یعنی ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اس جوتہ کو بغرض تقرب الی اللہ پوجے تو میرے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ اکبر۔ جس شرک کی بیخ کاٹنے کو قرآن اترا اوسکو قائم کرنا مسلمانوں کا کام ہے یا مشرکوں کا؟

(۲) انہیں خطیب نے تاریخ میں نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا ان ایمان ابی بکر الصدیق و ایمان ابلیس واحد۔ یعنی ابوبکر کا اور ابلیس کا ایمان ایک ہے (لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ)

(۳) اور اونہیں خطیب نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے حکی عن ابی حنیفۃ القول بخلق القرآن وانہ کان بمجلس عیسے بن موسیٰ فقال القرآن مخلوق فقال اخرجوہ فان تاب والا فاضربوا عنقہ انتھی۔ یعنی امام ابوحنیفہ قرآن کو مخلوق کہا کرتے تھے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ امام صاحب عیسیٰ ابن موسیٰ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ کہا قرآن مخلوق ہے۔ عیسیٰ نے کہا کہ نکالدو اسکو۔ اگر توبہ کرے تو خیر۔ ورنہ اسکی گردن ماردو۔

(۴) ہدایہ میں ہے کہ جو شخص اپنے محرمات ابدی جیسے ماں بہن بیٹی وغیرہ (چودہ محرمات ابدی) سے جانکر نکاح کرے اور اونسے صحبت کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اوسپر حد نہیں آتی۔

(۵) ہدایہ و شرح وقایہ و کنز و عالمگیری و در مختار و قاضی خاں میں ہے کہ جھوٹے گواہ گذار کر بیگانی عورت کے لینے اور اوس سے صحبت کرنے والے پر ابوحنیفہ کے نزدیک گناہ نہیں۔

(۶) چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں بحوالہ محیط منقول ہے کہ خرچی عورت زانیہ کی امام ابوحنیفہ کے



نزدیک حلال طیب ہے (توبہ! توبہ!! توبہ!!!)

(۷) غایۃ الاوطار میں ہے کہ اگر مسلمان نے وکیل کیا ذمی کو شراب یا سور کے بیچنے یا خریدنے کیواسطے تو یہ وکیل اور یہ بیع شرا ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ہے۔

(۸) ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز میں ہے کہ ذمی جزیہ دینے والا اگر ہمارے پیغمبر محمد صلعم کو گالیاں دے تو ابو حنیفہ کے نزدیک عہد ذمی نہیں ٹوٹتا۔ اوسکو قتل نہ کرنا چاہیے۔

(۹) شرح عقائد نسفی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں ہے جو صریح قرآن کے خلاف ہے۔

(۱۰) احمد بن علی مقریزی ملخص محمد بن نصر مروزی میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے نزدیک تین رکعت وتر سے نہ زیادہ کرنا جائز ہے نہ کم کرنا۔ جو شخص ایک رکعت پڑھے اوسکی وتر فاسد ہے اوسپر لوٹانا ہے۔ یہ صریح حدیث صحیح صریح کے خلاف ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

غرض میں کہانتک لکھوں یہ تو خاص امام صاحب کے مسائل تھے۔ ورنہ مذہب حنفیہ کے مسائل اور بھی بڑے مزیدار ہیں جسکو مفصل دیکھنا ہو وہ رسالہ التنقیل کے آخر میں مطالعہ کرے

حاصل یہ کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل بالکل قرآن وحدیث کے مخالف ہیں اور قرآن وحدیث کی امام صاحب کے نزدیک کچھ قدر نہیں ہے ایک دفعہ کا واقعہ یہ ہے جسکو خطیب نے نقل کیا ہے بہ سند ابی اسحاق الفزاری۔ انہ قال کنت اٰتی اباحنیفۃ داسئلہ عن الشئ من امر الغزو فسالتہ عن مسئلۃ فاجاب فیہا فقلت لہ انہ یروی عن النبی کذا وکذا قال دعنا من ھذا۔ وقال سألتہ یوما آخر عن مسئلۃ فاجاب فیہا فقیل لہ انہ یروی عن النبی فیہ کذا وکذا فقال حسبک ھذا ابذ نب خنزیر انتھی۔ یعنی ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ کے پاس آکر اکثر مسئلہ مسائل پوچھا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے ایک مسئلہ

پوچھا اونھوں نے اوسکا جواب دیا (جو حدیث کے مخالف تہا) میں نے کہا کہ اس بارے میں آنحضرت صلعم سے اس طور سے روایت آئی ہے - ابوحنیفہ بولے ہمسے اوس سے کیا مطلب! (اللہ اکبر) اور کہا انہیں ابواسحاق نے کہ میں نے ایک روز ایک مسئلہ اور پوچھا اسکا جواب ابوحنیفہ صاحب نے دیا (وہ بہی حدیث کے خلاف تہا) پس ابوحنیفہ سے کہا گیا کہ اس بارے میں یوں روایت آنحضرت صلعم سے آئی ہے - ابوحنیفہ نے کہا کہ کافی ہے تجھکو یہ (یعنی میرا بنایا ہوا) بدلے میں دُم سُوّر (یعنی حدیث نبوی) کے - استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ پہر بھلا ایسے شخص کے مذہب پر کب محققین قائم رہ سکتے ہیں - اسی لئے بہت سے لوگوں نے اسے خیر باد کہا - چنانچہ ہم ذیل میں مختصر تحریر اس بارے میں مع حوالہ نقل کرتے ہیں فتدبروا -

امام صاحب کے طریقہ (مذہب) سے بہتوں نے رجوع کیا

(۱) ایک تو وہی جو اوپر گذرا کہ ابوجعفر محمد بن احمد نے اس مذہب کو ترک کردیا -

(۲) ابوسعید عبدالکریم الفقیہ کی بابت تاریخ ابن خلکان جلد اول ص۳۱۰ میں ہے وکان حنفی المذہب فحج وظهر له بالحجاز مقتضے انتقاله الی مذهب الامام الشافعی وصار امام الشافعیۃ انتہی ملخصًا - یعنی عبدالکریم پہلے حنفی المذہب تہا جب حج کو گیا - حجاز میں امام شافعی کے مذہب کو اختیار کیا - اور پہر شافعیوں کا امام ہوا - اور اسی طریقہ پر کتب تصنیف کیں -

(۳) مبارک بن ابی طالب الوجیہ النحوی کی بابت ابن خلکان جلد اول ص۴۴۵ میں ہے وتفقہ علے مذهب ابی حنیفۃ فانتقل الی مذهب الشافعی ولولاه انتہی - یعنی مبارک نے فقہ حاصل کیا تہا اوپر مذہب ابوحنیفہ کے پہر منتقل ہوگیا طرف مذہب شافعی کے اور اس مذہب کا والی ہوا

(۴) ابوحامد محمد بن یونس فقیہ کی بابت ابن خلکان جلد اول ص۴۲۶ میں ہے انتقل عن مذهب ابی حنیفۃ الی مذهب الشافعی انتہی - یعنی محمد ابوحامد منتقل ہوگیا ابوحنیفہ کے مذہب

سے طرف مذہب شافعی کے۔

(۵) سیف الدولہ ابوالقاسم محمود سبکتگین کی بابت ابن خلکان جلد دوم صفحہ ۸۶ میں ہے ان السلطان المحمود المذکور کان علی مذھب ابی حنیفۃ (الی قولہ) فاعرض السلطان عن مذھب ابی حنیفۃ وتمسک بمذھب الشافعی رض انتھی۔ یعنی محمود غزنوی پہلے ابوحنیفہ کے مذہب پر تہا پہر اعراض کرکے ابوحنیفہ کے مذہب سے شافعی رض کے مذہب کو اختیار کیا۔

غرض میں کہاں تک لکھوں۔ اسی پانچ کو پچاس کیا بلکہ پانچسو پچیس بلکہ جہاں تک زیادہ ہوسکے اور ایسے ہی مسائل کیوجہ سے والی کوفہ نے امام ابوحنیفہ کو فتوے دینے سے منع کردیا تہا دیکھو ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۵۲۔ افسوس! ایسے ہی مسائل کی بابت یوں شعر کہا جاتا ہے ؎

فلعنۃ ربنا اعداد رمل　　　علی من رد قول ابی حنیفۃ

سچ تو یہی ہے کہ ؎

فکم من فرج محصنۃ عفیف　　　احل حرامہ بابی حنیفۃ

اب ہم اس بحث کے متعلق اپنی تحریر کو ختم کرتے ہیں۔ اور اب اجتہاد ابوحنیفہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں کیونکہ مسائل کی بنا اجتہاد پر ہے۔ اور جس شخص میں اجتہاد کے شرائط مفقود ہونگے اوسکے مسائل بالکل غلط ہونگے۔ ہرچند اختصار کا خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن مثل مشہور ہے بات پر بات نکلتی ہے۔ اس لئے ناظرین مجھے معذور متصور کرینگے۔ میں تو خود کہتا ہوں ؎

برا ہو سعد کا اک خط بہی لکھنا ہوگیا مشکل　　　ذراسی بات تہی دفتر کے دفتر ہوتے جاتے ہیں

امام ابوحنیفہ مجتہد نہ تھے

یہ ایک دعوے ہے جسپر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ کیوں؟ جواب یہ ہے کہ اجتہاد کے شروط حنفیہ

وہ امام صاحب میں ہرگز ہرگز نہ تھے من یدعی فعلیہ البیان بالبرھان - ہم اسکے متعلق طول نہ کرینگے بلکہ صرف شرائط اجتہاد بیان کرکے اسیقدر عرض کریں گے کہ یہ امام صاحب میں مفقود تھے اور اوسکو سابق کے حوالوں پر اکتفا کریں گے۔ ملل و نحل میں لکہا ہے کہ شرائط اجتہاد کے پانچ ہیں - (۱) جاننا لغت صدر صالح کا جس سے لغت عرب کو سمجہے (۲) پہچاننا تفسیر قرآن کا خصوصاً اون آیات کا جنکا تعلق احکام سے ہو - اور اُن احادیث کا جنکو معنی آیات میں دخل ہو - اور آثار صحابہ کا (۳) معلوم کرنا متون اسانید و احادیث کا اور احاطہ کرنا ساتھ احوال ناقلین و رواۃ کے اور وقائع خاصہ کا محیط ہونا (۴) مواقع اجماع صحابہ کا سلف صالحین سے دریافت کرنا تاکہ اسکا اجتہاد مخالف اُنکے اجماع کے نہو - (۵) مواقع قیاسات کا جاننا کہ بعد نظر و تردد کے کس طرح اصل وس کی طلب کیجاوے۔ پس یہ پانچ شرائط ہیں جسکے اعتبار سے شخص مجتہد ہو سکتا ہے والا فلا - اب یہ دیکہو کہ امام صاحب میں اِن شرائط سے کون پائے جاتے تہے اور کون مفقود تہے (۱) اول درجہ لغت عرب جاننے کا ہے امام صاحب کی عربیت میں جو کچہ قصور و فتور تہا اسکو ہم بالتفصیل پہلے لکہ آئے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے نہ علم صرف سیکہا نحو نہ عربیت وغیرہ تلفظ میں نحوی غلطی بہی پہلے منقول ہو چکی - ابن خلکان نے صراحۃً لکہا ہے کہ امام صاحب میں قلت عربیت تہی۔ نامہ دانشوران ناصری میں ہے ابن خلکان و یافعی آوردہ اند کہ ابو حنیفہ در علوم عربیہ مرتبہ بلندی نداشتہ است گاہے سخنانش بہ لحن و غلط آمیختہ می شدی انتہی - غرض یہ شرط امام صاحب میں بالکل مفقود تہی (۲) دوسری شرط علم قرآن ہے سو علاوہ اسکے کہ امام صاحب سے کوئی تفسیر آیات احکام وغیرہ کی منقول نہیں ہے امام صاحب نے علم قرآن سیکہا ہی نہیں ہے جیسا کہ پہلے لکہا گیا کہ جب ایام طلب علم میں امام صاحب کو قرآن کی بابت مشورہ دیا گیا تو اسکا انجام وغیرہ پوچھکر اوسکے تعلم سے اعراض کیا کما مر - پس یہ شرط بہی امام صاحب میں عنقا تہی (۳) تیسری شرط

علم حدیث ہے۔ سو علاوہ بریں کہ امام صاحب کی بضاعت حدیث میں مزجاۃ تہی اور نسائی نے
اپنے رسالہ کتاب الضعفاء میں اور امام بخاری نے اپنے رسالہ کتاب الضعفاء میں انکو ذکر کیا ہے
اور ابن خلدون نے صرف ۱۷ احدیث کی پونجی بتائی ہے امام صاحب ایک حدیث بہی از روئے
تحقیق و انصاف نہیں جانتے تہے۔ کیونکہ امام صاحب نے علم حدیث پڑہا ہی نہیں جیساکہ
پہلے گذرا کہ امام صاحب سے جب طلب حدیث کے لئے کہا گیا تو فرمایا لا حاجۃ لی فی ھذا۔
یعنی اسکی مجکو حاجت نہیں ہے۔ پس یہ شرط بہی امام صاحب میں سنگ پارس کی طرح کالعدم
تہی (۴) چوتہی شرط معلوم ہونا مواقع اجماع صحابہ کا ہے سو اسکا جاننا غالبًا موقوف ہے صحبت
صحابہ پر۔ اور امام صاحب کی نہایت کم سنی میں اگرچہ بعض بعض صحابہ موجود تہے مگر امام صاحب
کو کسی صحابہ سے ملاقات تک نہیں ہے چہ جائیکہ اونسے روایت کی ہو اور جو بعض حنفیوں نے
اس میں غلو کیا ہے اور لقاء و سماع کا دعوے کیا ہے اوسکی تکذیب بہ تصریحات محدثین نے
کردی ہے جسکی تفصیل مختصر طور سے ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ۔ غرض یہ شرط بہی امام صاحب
میں گوگرد احمر کی طرح لاپتہ تہی (۵) پانچویں شرط مواقع قیاسات کو جاننا ہے تو امام صاحب کو
صرف اسی میں دستگاہ تہی۔ اور کیوں نہو اسلئے کہ امام صاحب نے زمانہ طالبعلمی اسی کو تو پسند
کیا تہا جیساکہ پہلے گذرا۔ اور امام صاحب نے خود فرمایا ہے قولنا ھذا رای (تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۲۸)
یعنی ہمارا قول یہ صرف رائی ہی رائے ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کیا نا انصافی ہوگی کہ جسکے
مذہب کی بنیاد رائے پر ہو۔ اوسکے پاس علم حدیث و لغت کم ہو اور اوسکو خود اقرار ہو کہ ہمارا
علم رائے ہے نہ روایت۔ اوسکو باوجود فقدان آلات و نقصان شرائط اجتہاد کے مجتہد کہا جاوے
الی آخرہ المشتکی۔ نیز حنفیہ نے خود جو شرائط اجتہاد مقرر کئے ہیں جیساکہ توضیح اور تلویح اور نور الانوار
اور فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت وغیرہ میں ہے کہ شرائط اجتہاد تین ہیں۔ اونکا وجود

کامل طور سے امام صاحب میں پایا نہیں جاتا۔ اگر طوالت کا خوف نہوتا تو میں سب نقل کرتا۔ منصف ناظرین کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ پس جب امام صاحب میں شرائط اجتہاد مفقود تھے تو مجتہد نہ ہوئے۔ اور جب مجتہد نہ ہوئے تو اُنکے مسائل کیونکر تیز تسلیم میں آسکتے ہیں۔ اِسی لئے محققین نے اس مذہب کو خیرباد کہا جزاھم اللہ خیرا۔

جب نہو وے آشنا کوئی حقیقت آشنا ۔۔۔ فی الحقیقت بے حقیقت ہم نہوں تو کون ہو

امام ابوحنیفہ تابعی بھی نہ تھے

اجی اوروں کو جانے دو۔ خود حنفیہ نے اس بات کی صاف لفظوں میں تصریح کر دی ہے کہ امام صاحب تابعی نہ تھے۔ دیکھو شیخ عبدالحق دہلوی حنفی جو بڑے مداح امام صاحب کے تھے اپنی کتاب الکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں حیث قال بعد ذکر الصحابۃ الذین ادرک ابوحنیفۃ زمانھم مانصہ ولم یلق ابوحنیفۃ احدا منھم ولا اخذ عنھم انتھی۔ یعنی ابوحنیفہ نے کسی صحابی سے روایت نہیں کی اور اونکو ملاقات کسی صحابی سے نہیں ہوئی۔ اور ملا علی قاری حنفی شرح مسند ابوحنیفہ میں لکھتے ہیں قال الکردی جماعۃ من المحدثین انکروا ملاقاتہ مع الصحابۃ واصحابہ اثبتوہ انتھی یعنی امام ابوحنیفہ کی ملاقات کو صحابہ سے محدثین کی جماعت انکار کرتی ہے اور اونکے اصحاب اسکو ثابت کرتے ہیں لیکن بے سند۔ اور علامہ محمد طاہر حنفی تذکرہ میں فرماتے ہیں وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ (ثم عدھم وقال) ولم یلق واحدا منھم ولا اخذ عنھم واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولم یثبت ذلک عند اھل النقل انتھی یعنی ابوحنیفہ کے زمانہ بچپن میں چار صحابہ تھے (پھر اونکو شمار کر کے کہا ہے کہ) ابوحنیفہ نے اُن میں سے کسی کے ساتھ ملاقات نہیں کی اور نہ اُنسے روایت کیا۔ اور اصحاب اُنکے کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے ایک جماعت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور اونسے روایت کیا ہے حالانکہ یہ اہل النقل کے نزدیک ثابت نہیں ہوا

ایسا ہی علامہ ممدوح فخر الحنفیہ نے مجمع البحار میں بھی تصریح کی ہے۔ اور خطیب اسماء رجال المشکوۃ
میں فرماتے ہیں وکان فی ایامہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ وعبد اللہ بن
ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ
بمکۃ ولم یلق احدا منہم ولا اخذ عنہم انتہی۔ یعنی ابو حنیفہ کے زمانہ میں چار شخص صحابہ سے
زندہ تھے۔ (۱) انس بن مالک بصرہ میں (۲) عبد اللہ بن ابی اوفی کوفہ میں (۳) سہل بن سعد مدینہ
میں (۴) عامر بن واثلہ مکہ میں۔ لیکن ابو حنیفہ نے کسی ایک سے ان میں سے ملاقات نہیں کی اور
اونسے روایت کی۔ اور امام دارقطنی محدث جلیل فرماتے ہیں ولا یصح لابی حنیفۃ سماع
من انس ولا رؤیتہ ولم یلق احدا من الصحابۃ کذا نقلہ العلامۃ ابن الجوزی
فی العلل المتناھیۃ انتہی۔ یعنی نہیں صحیح ہوا سننا ابو حنیفہ کا انس سے اور نہ دیکھنا اونکا اور
ملاقات کی ابو حنیفہ نے کسی صحابہ سے۔ ایسا ہی علامہ ابن الجوزی نے علل متناہیہ میں نقل کیا۔
اور نامۂ دانشوران میں ہے پیروان دعوی کنند چنانکہ درک صحبت تابعین نمودہ اند از خدمت
اصحاب نیز کامیاب شدہ است ولے برای صواب وقول صحیح آنست کہ با ایشان معاصر وہم عصر
بودہ لکن بہ سعادت استفادت وتوفیق ملاقات ایشان موفق نگشت انتہی۔ اور علامہ
ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام
فقیہ مشہور من السادسۃ انتہی ملخصاً یعنی امام ابو حنیفہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ اور
تقریب میں فرماتے ہیں ہو الطبقۃ السادسۃ عاصروا الخمسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء
احد من الصحابۃ کابن جریج انتہی۔ یعنی چھٹا طبقہ اُن لوگوں کا ہے جنکی ملاقات کسی صحابہ
نہیں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ نے کسی صحابہ سے ملاقات نہیں کی۔ علی ہذا القیاس تاریخ
ابن خلکان وجامع الاصول میں ہے اور یہی مذہب جمہور اہل حدیث وغیرہ کا ہے ذکرہ اللہ س

معلوم ہوا کہ حنفیوں کی جیبی اور گپیں ہوا کرتی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ابو حنیفہ تابعی تھے۔ ورنہ حقیقت میں صرف دور کے ڈھول سہانے ہیں۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

امام صاحب کا شہر کوفہ

کوفہ جو امام صاحب کا مولد و مسکن تھا یہ ملک عراق کی ایک بستی ہے اور ملک عراق اونچی زمین پر مدینہ سے پورب جانب واقع ہے۔ اسکے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسوقت کہ یمن و شام کے لئے دعاء کرتے تھے (بجواب عرض صحابہ) قالوا و فی نجدنا قال ھناک الزلازل و الفتن و بھا یطلع قرن الشیطان (صحیح بخاری ۲۹ پ) یعنی نجد (اونچی زمین) کی بابت آپنے فرمایا کہ وہاں زلزلہ اور فتنہ ہونگے اور وہانسے سینگ شیطان کا طلوع ہوگا (جس سے ۰۰۰۰۰ کی طرف اشارہ ہے) اگر آپکو نجد کے معنی اونچی زمین ہونے کے متعلق شک ہو تو علامہ طاہر حنفی کی مجمع البحار جلد دوم کا ملاحظہ فرماویں و النجد ما ارتفع من الارض یعنی نجد بلند زمین کو کہا کرتے ہیں۔ اور صراح میں ہے "نجد زمین بلند" اور بلند زمین نجد کا ترجمہ ہونے سے پہاڑ وغیرہ اس میں نہیں آسکتے کیونکہ پہاڑ اور زمین میں مغارقت ہے۔ نیز انہیں کوفہ والوں نے آل بیت نبی حضرت حسین کا سر مبارک تن سے جدا کیا جس سے وہ اس شعر کے مستحق ہوئے۔

اترجوا امة قتلت حسینا ۔۔۔ شفاعة جدہ یوم الحساب

اسیوجہ سے مثل مشہور ہے الکوفی لا یوفی۔

امام ابو حنیفہ باغی تھے

اسلئے کہ آپنے باغیوں کی مدد کی۔ اور باغیوں کی جو سزا ہے وہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے۔ پس ایسے امام کی فقہ بھی عیاں ہے۔ آپکی بغاوت کا ذکر تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۲ میں کشاف سے یوں منقول ہے کان ابو حنیفة یفتی سرا بوجوب نصرة زید بن علی و حمل المال الیہ

والخروج علی اللص المتغلب المتسمّی بالامام والخلیفة کالدوانیقی واشباھه وقالت
له امرأة اشرت الی ابنی بالخروج مع ابراھیم ومحمد ابنی عبد الله بن الحسن حتی قتل فقال
لیتنی مکان ابنك وکان یقول فی المنصور واشباعه لو اراد وا بناء مسجد وارادوا
علی عدّ اجرّه لما فعلت انتھیٰ ۔ یعنی امام ابو حنیفہ پوشیدہ فتوے دیتے تہے زید بن علی کی امداد کا
(یہ زید بن علی باغی تہا اور اس نے خلفاء عباسیہ سے بغاوت کی تہی اور خود خلافت کا خواہاں تھا
چنانچہ اوسوقت کے خلیفہ منصور جو خلفاء عباسیہ سے تہے انکے مقابل وہ زید بن علی ہوا تھا اور منصور
کوفہ وغیرہ کا حاکم تہا امام ابو حنیفہ نے ایسی مخالفت حاکم وقت سے کی کہ باغی کی امداد کا فتوے دیا
اور ابو حنیفہ فتوے دیتے تہے ساتھ اوٹھانے مال کی طرف اوسی زید بن علی کے اور ساتھ حملہ کرنے
کے اوپر چور کے جو زبردستی غلبہ سے خلیفہ بنکر اپنے کو امام اور خلیفہ کے نام سے منسوب کرتا ہے (یعنی
خلیفہ منصور) یہ دیکھئے امام صاحب کی تہذیب یا بے خوفی ! کہ حاکم وقت کو ایسا کہتے ہیں
آخر اسی کی سزا میں قیدخانہ کی بہی سیر کرنی پڑی ۔ اب صاف لفظوں میں اوسکی تصریح کرتے ہیں
جیسے کہ دوانیقی (یہ لقب تہا خلیفہ منصور کا) اور ہم مثل اوسکے (خلفاء عباسیہ سے) اور ایک عورت نے
آکر امام صاحب سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تہا نکلنے کا ساتھ ابراہیم اور محمد کے جو دونوں
بیٹے ہیں عبد اللہ بن حسن کے (مقابلہ میں خلیفہ منصور کے ساتھ زید بن علی باغی کے) یہانتک کہ
لڑکا قتل کیا گیا تو امام صاحب بولے کہ کاش میں تیرے بیٹے کی جگہ قتل کیا جاتا (تو بہتر ہوتا ۔ دیکھے
اسقدر بغاوت امام صاحب میں سمائی ہوئی تہی ۔ خدا کی پناہ) اور تہے امام صاحب کہتے (خلیفہ
منصور اور اوسکے ساتھیوں کے بارے میں کہ اگر یہ لوگ کسی مسجد کے بنانے کا ارادہ کریں اور مجھے
اوسکی اینٹ اوٹہوانا چاہیں تو ہرگز نہ اوٹھاؤں گا (اللہ اکبر ! اسقدر بغاوت ؟) انتہیٰ ۔ دیکھئے
یہ تو حال تہا امام صاحب کی بغاوت کا ۔ آخر منصور نے ایک مدت تک اسکو اپنے دل میں رکہا اور

خون کا گھونٹ پی پی کر رہتا تھا آخر قاضی بنانے اور امام صاحب کے نہ قبول کرنے (بوجہ اپنی بغاوت و دلی بغض) کے بہانہ داخل قید خانہ کیا۔ خود کردہ را چہ علاج!

امام صاحب کی موت! وحشر!!

آخر امام صاحب اوسی قید خانہ کی زنجیر میں گھلتے گھلتے عدم کے اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ اور دنیا کو خیر باد ان لفظوں میں کہہ گئے ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن　　بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

عام قاعدہ یہ ہے کہ کسی کی موت پر لوگ انا للہ پڑھا کرتے ہیں۔ بخلاف اسکے جب ابو حنیفہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا الحمد للہ۔ چنانچہ تاریخ صغیر للبخاری ص۱۷۴ میں ہے حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشأم منہ انتہی۔ یعنی امام بخاری کہتے ہیں کہ ہم کو نعیم بن حماد نے حدیث بیان کیا اونھوں نے کہا کہ ہمکو فزاری نے حدیث بیان کیا کہا فزاری نے کہ میں تھا نزدیک سفیان کے کہ ابو حنیفہ کے موت کی خبر آئی۔ سفیان نے کہا کہ الحمد للہ (مر گیا) تھا یہ (ابو حنیفہ) توڑتا اسلام کو دستہ دستہ۔ نہیں پیدا ہوا اسلام میں کوئی زیادہ منحوس اوس (ابو حنیفہ) سے انتہی۔

اور ایک لطف یہ کہ جس سال ابو حنیفہ کا انتقال ہوا (یعنی ۱۵۰ھ ہجری میں) اوسی سال میں امام شافعی کی پیدائش ہوئی۔ گویا امام صاحب امام شافعی کے آنے کی خبر معلوم کر کے تشریف لے گئے۔ اب امام صاحب کے مرنے کے بعد کی کیفیت سنئے کہ اللہ میاں کے یہاں انکا کیا حشر ہوا۔ انوار قدسیہ للشعرانی مطبوعہ مصر ص۸۰ میں ہے رؤی الامام ابو حنیفۃ بعد موتہ فقیل لہ ما فعل اللہ بک فقال ھیھات ان للعلم شروطا و افات قل من یتخلص منھا قیل فغفر اللہ لک اذا فقال بتسبیحۃ کنت اقولھا بالغداۃ والعشی انتہی۔ یعنی ابو حنیفہ کو بعد مرنے

اونکو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدانے آپکے ساتھ کیا کیا۔ ابوحنیفہ بولے افسوس کہ علم کے لئے ایسے شروط اور آفات ہیں کہ بہت کم لوگ اوس سے خلاصی پاتے ہونگے۔ پوچھا گیا کہ خدانے آپکی مغفرت کیونکر فرمائی۔ امام صاحب بولے کہ چند تسبیح میں صبح وشام پڑہا کرتا تہا اوسی کی وجہ سے بخشائش ہوئی اور نہ فقہ نے تو کسی اور جگہ کا مستحق کردیا تہا اعاذنا اللہ منہ ؁

امام صاحب کے پیدائش کی تاریخ کسی نے یوں

کہا ہے س۔گ سنہ ۸۰ھ

اور انتقال کی

تاریخ یہ ہے "بوکم جہاں

پاک" فقط

سنہ ۱۵۰ھ

تمت

تمام شد